آس کا دیپ

سوچا تھا کبھی میں نے بھی
ہو گا کبھی، اپنا بھی
گھر چھوٹا سا نیارا سا
پاس سے دیکھے چاند سا ہو
دور سے دِیکھے تارا سا
آس کا جادو جب ٹوٹا
سپنا میرا یوں پھوٹا
میں نہ کسی کا اپنا تھا
کوئی نہ میرا سہارا تھا
آس کا دیپ جلانے میں
اپنا تن من پھونکا تھا
اپنے لوبھ میں سب ہی مگن تھے
جن پہ سب کُچھ وارا تھا
کوئی نہ میرا سہارا تھا

گم تھا ان ہی بچاروں میں
جب ننھا سا ایک پتنگا
لو پر میرے دیئے کی لپکا
کیا جانے وہ چاند ہی سمجھا
یا جانا کہ تارا تھا
کچھ سہمے تو اچھلا کودا وہ
پھر دیئے کی اُور اُڑا تھا وہ
دیئے کی لو کچھ بھڑک اٹھی
بے پر کے بے ٹانگوں کے
اک اُور پڑا بے چارا تھا
جانے کس کی خاطر وہ
روشنی لینے آیا تھا
کس کی خوشی کی خاطر وہ
اپنی جان سے ہارا تھا
اب اُسکا نہ کوئی سہارا تھا

محمد ظفر اللہ